© rasailojaraid.com

سند پر جرح ابن القطان کا بیان ہے کہ جود ابن عبداللہ، مجہول الحال ہے، اسی طرح عطاء بن ابی جعفر بھی مجہول ہے، گویا ابن القطان نے ابن عبدالبر کی توثیق کی طرف دھیان نہیں دیا،

حدیث یزید بن الاسود امام ترمذی نے یزید بن الاسود کی جس حدیث کی طرف[1] اشارہ کیا ہے وہ مختلف طرق[2] سے مسند امام احمد (۴/۱۶۰) میں موجود ہے، لیکن اس میں تقبیل کا ذکر نہیں ہے البتہ ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں :-

ثم ثار الناس یأخذون بیدہ ویمسحون بہا وجوہہم "	(پھر لوگ حضور کا دست مبارک تھامنے لگے اور اس کو اپنے چہروں پر ملنے لگے)

ایک اور روایت میں اسی کے ہم معنی الفاظ ہیں، ان دو کے علاوہ روایتیں اس مضمون سے خالی ہیں ابن الاسود کی روایت صرف ان کے لڑکے جابر سے مروی ہے، پھر جابر سے یعلیٰ بن عطار کے سوا کسی نے اس کی روایت نہیں کی، جابر کی توثیق امام نسائی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کی ہے اسی طرح امام ترمذی نے جابر کی بعض روایات کو صحیح کہا ہے،

تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی ایسے تابعی کی توثیق کرتے ہیں جس سے صرف ایک راوی نے روایت کی اور اس کی روایت کے شواہد و متابعات موجود ہوں، لیکن ایک دو حدیثیں اگر شواہد و متابع کی وجہ سے صحت کو پہنچیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ راوی کے ملکۂ صدق و ضبط کی سند ہاتھ آگئی، اس لئے کہ جھوٹے کی روایت کبھی صحیح بھی ہو جاتی ہے اور مغفل کبھی مصیب بھی ہوتا ہے علاوہ بریں ایسے راوی کے متعلق یہ بھی احتمال ہے کہ اس کی ایسی منکر روایتیں بھی ہوں جن کا علم موثق کو نہیں ہوا۔ اگر ان کا علم موثق کو ہوتا تو کبھی اس راوی کی توثیق نہ کرتا، اس قسم کی توثیق سے ایک عامی کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ جب کسی امام جرح و تعدیل نے راوی کی توثیق، اس کی بعض صحیح روایات کی بنا پر کر دی تو اس کی دوسری روایتیں جن کی اطلاع اگرچہ موثق کو نہ ہوئی ہو، صحیح و صحیح بہ ہو گئیں

---

[1] باب قبلۃ الید والرجل ج ۲ ص ۱۰۰ (مجتبائی)، امام ترمذی نے صفوان بن عسال کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے وفی الباب عن یزید بن الاسود وابن عمر وکعب بن مالک۔ [2] امام احمد نے ابن الاسود السوائی کی حدیث چھ طرق سے روایت کی ہے (۱) ہشیم (۲) عبدالرحمٰن بن مہدی (۳) یزید بن ہارون (۴) محمد بن جعفر

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام نسائی نے مذکورۂ بالا اصول ہی کے مطابق خالد بن سمیر، رافع بن اسحٰق، زہیر بن الاقمر، اور سوید بن قیس التجیبی وغیرہ کی توثیق کی ہے،

ابن خزیمہ توثیقِ رواۃ میں امام نسائی کے قریب ہیں، لیکن بہ نسبت امام نسائی کے زیادہ وسعت سے کام لیتے ہیں، ابن حبان کا دائرۂ توثیق اتنا وسیع کر تسامح کر جاتے ہیں، امام ترمذی نے تصحیح کی جو شرط مقرر کی ہے وہ بہت خفیف ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان موثقین کی توثیق کے باوجود، ابن المدینی، محمد بن یحییٰ، ابو حاتم، امام احمد جیسے اجلۂ کبار کے نزدیک جابر بن یزید مجہول ہے،

طبقات ائمۂ توثیق | بہتیرے ایسے ائمۂ توثیق ہیں جو صرف راوی کی روایات کا اعتبار کرتے ہیں، اگر کسی راوی کی روایتیں ایسی ہیں کہ ان کی تقویت شواہد و متابعات کے ذریعہ ہو جاتی ہے تو اس کی توثیق کرتے ہیں ان موثقین کے مختلف طبقات ہیں،

اعلیٰ و احوط طبقہ ان موثقین کا ہے جو راوی کی ایک دو حدیث کی صحت پر مطمئن نہیں ہوتے بلکہ اس کی متعدد روایات کے شواہد و متابعات کی تفتیش کرنے کے بعد جب راوی کا صدق و ضبط معلوم کر لیتے ہیں تو اس کی توثیق کرتے ہیں، ابوزرعہ کا شمار اسی طبقہ میں سے ہے۔

دوسرا طبقہ ان کا ہے جن کے نزدیک توثیقِ راوی کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ راوی کی ایک یا دو حدیث کی تقویت متابع و شاہد سے ہو جائے، اس طبقہ میں ابن معین اور امام نسائی ہیں۔

تیسرا طبقہ ان کا ہے جن کے نزدیک توثیق کے لئے متابع و شاہد کا وجود شرط نہیں بلکہ اتنا کافی ہے کہ حدیث کا مخالف موجود نہ ہو، ابن خزیمہ کا شمار اسی طبقہ میں ہو سکتا ہے، ابن حبان کا تعلق بھی اسی طبقہ سے ہے لیکن وہ ابن خزیمہ سے زیادہ سہولت برتتے ہیں، عجلی اس معاملہ میں اتنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ان چاروں کی روایتیں مضمون مسح الید سے خالی ہیں (۵) اسود بن عامر وابی النضر، ان دونوں کے الفاظ شارح نے نقل کئے ہیں (۶) بہز کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: فما زلت اتبعهم الناس حتى وصلت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخذت بيده فوضعتها اما على جبهتي او وضعها علي (مسند امام احمد ج ۴ ص ۲۳۰)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈ جیسے ہیں کہ بعض ایسے تابعی کی بھی توثیق کر دیتے ہیں جو عند المحدثین مطعون ہوتا ہے،

(ب) ذیل میں باب ۲۴ "فضل صلۃ الرحم" کی دوسری حدیث کی تخریج ملاحظہ فرمائیے، اس کی سند یہ ہے:-

"حدثنا اسمٰعیل بن ابی ادریس قال حدثنی اخی عن سلیمان بن بلال عن محمد بن ابی عتیق عن ابن شہاب الخ"

اس حدیث کی تخریج حاکم نے مذکورہ بالا سند اور مسند احمد کی سند "ثنا بشر بن شعیب بن ابی حمزہ حدثنی ابی عن الزہری" (ج ۱ ص ۱۹۴) کے ساتھ ایضاً بطریق ابی الیمان عن شعیب (مستدرک ۱۵۸/۴) کی ہے اس کی روایت معاویہ بن یحیٰی صدفی نے بھی امام زہری سے کی ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم کی کتاب میں ترجمہ "رداد" سے ظاہر ہے اس کی روایت مسند میں مندرج ذیل سند کے ساتھ بھی ہے۔

"ثنا عبد الرزاق انبأنا معمر عن الزہری حدثنی ابو سلمۃ بن عبد الرحمٰن أن ابا الرداد اللیثی اخبرہ عن عبد الرحمٰن بن عوف" اسی طریق سے محمد بن المتوکل بن ابی السری العسقلانی اور اسحٰق دبری کی روایتیں علی الترتیب ابو داؤد اور ابو عبد اللہ الحاکم (۱۵۷/۴) کے یہاں موجود ہیں، ان کے الفاظ "ان رداد اللیثی اخبرہ" ہیں، امام ترمذی فرماتے ہیں: وروی معمر ھذا الحدیث عن الزہری عن ابی سلمۃ عن رداد اللیثی عن عبد الرحمٰن بن عوف" ابن حبان ثقات التابعین میں کہتے ہیں "رداد اللیثی حفظہ معمر" ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ بعض نے "رداد" اور بعض نے "ابو الرداد" کہا ہے (کذا فی النسخۃ)

بیان دو اختلافات ہیں، ایک یہ کہ معمر نے "رداد" کہا اور عبد الرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی لیکن مسند احمد کے راوی ابو بکر احمد القطیعی سے تخلیط واقع ہوئی یا پھر یہ ابن المذہب کی تخلیط ہے

---

۱ ملاحظہ ہو مسند مطبوعہ ۱۹۴/۱ نسخہ قلمیہ صفحہ نمبر (۱)، ایضاً اتحاف المہرۃ نمبر ۲۰۴ (شارح)، (۲) سنن ابی داؤد کتاب الزکاۃ باب صلۃ الرحم حدیث ۱۶۹۴ ملحق حاکم نے اس روایت کے بعد کہا ہے: ھذا ابو الرداد اللیثی الخ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جن سے قطعی سے مسند کی روایت کی ہے ، غرض عبدالرزاق کی روایت میں ان ابا الرداد " ان میں سے کسی ایک کی تخلیط ہے ، دوسرا احتمال یہ ہے کہ معمر کی روایت کے الفاظ بعینہ وہی ہیں جو مسند میں واقع ہیں ، لیکن محمد بن المتوکل وغیرہ نے جب عبدالرزاق سے سماع کیا تو انھوں نے " رداد " کہا ترمذی و ابو حیان کا خیال ہے کہ یہاں پر خود معمر کو وہم ہوا ہے ، بہر حال صحیح ابوالرداد ہے ۔

اس کی روایت امام زہری سے سفیان بن عیینہ نے بھی کی ہے ، ملاحظہ ہو مسند (ج ۱ ص ۱۹۴) اس کے الفاظ یہ ہیں : ثنا سفیان عن الزھری عن ابی سلمة قال اشتکی ابو الرداد فعادہ عبدالرحمٰن بن عوف فقال ابو الرداد اخیرھم واوصلھم ما علمت ابا محمد فقال عبدالرحمٰن بن عوف الحدیث ،

ابن عیینہ کی روایت ترمذی میں بطریق " ابی عمرو سعید بن عبدالرحمٰن قالا ثنا سفیان بن عیینہ[1] . . . . " موجود ہے ، حاکم نے مستدرک میں بطریق الحمیدی عن سفیان اور ابوداؤد نے بطریق مسدد و ابی بکر بن ابی شیبہ قالا ثنا سفیان . . . . تخریج کی ہے ، لیکن ابوداؤد کے سیاق میں قصہ مذکور نہیں بلکہ یہ ہے : قال عن ابی سلمة عن عبدالرحمٰن بن عوف قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم . . . . . .

ابن عیینة عن الزہری کی متابعت سفیان بن الحسین نے کی ہے ابن الحسین کی روایت مستدرک حاکم میں ان لفظوں میں موجود ہے : عن ابی سلمة قال عاد عبدالرحمٰن بن عوف ابا الرداد اللیثی فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول . . . .

ابن عیینة اور ابن الحسین کی روایتوں سے یہ صاف ہو گیا کہ صحیح " ابوالرداد " ہے اب اس روایت کے اتصال و انقطاع سے بحث ضروری ہے ،

ابن ابی عتیق ، شعیب بن ابی حمزہ ، معمر ، اور معاویہ بن یحیی الصدفی کی روایت کی بنا پر یہ

---

[1] عن الزہری عن ابی سلمة قال اشتکی ابوالدرداء فعادہ عبدالرحمٰن بن عوف الخ (ترمذی ۲ / ۱۳ طبع ہند) ترمذی کے ہندی نسخوں میں بجائے ابوالرداد کے ابوالدرداء لکھا ہے ، یہ غلطی ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث متصل السند ہوگی اس طرح کہ ابو سلمہ نے ابوالرداد سے سماع کیا اور ابوالرداد نے عبدالرحمٰن بن عوف سے مرفوعاً روایت کی۔

ابن عیینہ اور سفیان بن الحسین کی روایات کی بنا پر منقطع السند ہوگی، اس لئے کہ ابو سلمہ جس واقعہ کی حکایت کر رہے ہیں اس کا تعلق عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوالرداد سے ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی وفات ابو سلمہ کی صغر سنی میں ہوئی لہذا براہ راست حضرت عبدالرحمٰن سے ابو سلمہ کی روایت ثابت نہیں ہوتی اسی طرح ابوداؤد کی روایت میں بھی انقطاع ہے،

یہاں پر ایک امر قابل توجہ یہ ہے کہ امام ترمذی سفیان بن عیینہ کی حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وروی معمر هذا الحدیث عن الزهری عن ابی سلمة عن الرداد اللیثی عن عبد الرحمٰن ومعمر کذا یقول، قال محمد (البخاری) وحدیث معمر خطاء"	"معمر نے اس حدیث کی روایت بطریق زہری کا عن ابی سلمہ عن رداد اللیثی عن عبدالرحمٰن کی ہے اور معمر اسی طرح کہتے ہیں، محمد (بخاری) کا بیان ہے کہ معمر کی حدیث صحیح نہیں"

اس عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ منشاء خطاء دونوں باتیں ہیں، یعنی رداد کہنا اور وصل سند، یا امام بخاری کا اشارہ صرف اس طرف ہے کہ "رداد کہنا صحیح نہیں، تہذیب میں حافظ ابن حجر، ترمذی کے اس بیان کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ ابو حاتم رازی کا بھی یہی قول ہے کہ معروف "ابو سلمة عن عبد الرحمٰن" ہے، البتہ "ابوالرداد" کا ذکر قصہ میں ضرور ہے، اس سے پہلے ابن حجر نے ابن حبان کا قول نقل کیا ہے کہ:

"وما احسب معمرا حفظه روی هٰذا المتن اصحاب الزهری عن ابی سلمة عن عبد الرحمٰن بن عوف"	"شاید معمر اس حدیث کو محفوظ نہ رکھ سکے اس کی روایت اصحاب زہری، بطریق ابی سلمہ عن عبدالرحمٰن کرتے ہیں۔"

ترمذی نے حدیث ابن عیینہ کو صحیح کہا ہے لیکن انقطاع کی بنا پر منذری نے ترمذی کی تصحیح کے متعلق کلام کیا ہے ملاحظہ ہو (عون المعبود ۲/۶۰)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ کی روایت سے روایت معمر کو تقویت ہوتی ہے لیکن معمر کا " رداؤ" کہنا خطاء ہے۔

ابن حبان نے زہری کے جن اصحاب کی طرف اشارہ کیا ہے ان میں سے ابن عیینہ اور سفیان بن الحسین کی روایتیں تو ہم پا سکے، ان دونوں کے ماسوا اصحاب زہری میں سے کسی اور کی روایت نہیں ملی، مستدرک حاکم میں بھی صرف ان دونوں کی روایتیں ہیں، حالانکہ حاکم ہر باب کی روایات بالاستیعاب ذکر کرنے کے خوگر ہیں، غرض معمر کے خلاف صرف دو راوی ہیں جن میں سے ابن عیینہ روایات زہری میں معمر کے ہم مرتبہ ہیں، ابن معین کے نزدیک معمر اثبت فی الزہری ہیں اگرچہ یحییٰ القطان کے نزدیک ابن عیینہ " احب " ہیں

علاوہ ازیں معمر کے متابع تین ہیں، شعیب جو اثبت الناس فی الزہری ہیں، محمد بن ابی عتیق جن کے متعلق محمد بن یحییٰ جیسے " اعلم الناس بحدیث الزہری " کی شہادت ہے کہ وہ " حسن الحدیث عن الزہری " ہیں، تیسرے متابع معاویہ بن یحییٰ الصدفی ہیں، یہ ضعیف ہیں البتہ ان کی وہ روایتیں جن کے راوی ہقل[1] ہیں قابل قبول ہیں لیکن اس حدیث کے متعلق خبر نہیں کہ ہقل کی روایت ہے یا کسی اور کی،

سفیان بن عیینہ کے متابع صرف سفیان بن حسین ہیں جو " ضعیف فی الزہری " ہیں،

معمر اور ان کے متابعین کی روایتیں گرچہ قوی و ثابت ہیں تاہم سفیان بن عیینہ کی طرف خطا کی نسبت نہیں کی جا سکتی ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ابو سلمہ نے کبھی تو صرف حدیث کو بیان کیا اور کبھی قصہ کی توضیح بھی کر دی لہذا زہری کی روایت میں کبھی قصہ بھی موجود ہے اور کبھی صرف حدیث ہے،

خلاصۃ المقال یہ کہ معمر کو خطاوار ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے، گرچہ اس قصہ کی وجہ سے پیچیدگیاں بڑھ گئی ہیں لیکن صرف قصہ کی بنا پر معمر اور ان کے متابعین کو خطاوار نہیں کہہ سکتے

---

[1] ہقل (بالکسر) بن زیاد بن عبید اللہ السکسکی، ہقل لقب نام محمد یا عبد اللہ ہے حفاظ متقنین میں سے ہیں ۱۷۹ھ یا ۱۸۰ھ تاریخ وفات ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن الجوزی کہتے ہیں کہ اس روایت میں سفیان بن الحسین کو وہم ہو گیا ہے کہ انھوں نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کہا ہے۔ (تنقیح الفہوم ص ۳۱۲)

ج: مذکورہ سطروں میں باب جس الملک کی حدیث کی تصحیح و شرح نظر نواز ہے۔

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا عمر بن الفضل قال حدثنا نعیم بن یزید قال حدثنا علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لما ثقل قال یا علی ائتنی بطبق اکتب فیہ ما لا تضل امتی بعدہ۔ من بعدہ
فخشیت ان تسبقنی نفسہ فقلت انی احفظ من ذراعی الصحیفۃ وکان رأسہ بین ذراعی وعضدی یوصی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وما ملکت ایمانکم وقال کذا ان حتی فاضت نفسہ وأمرہ بشھادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ من شہد بھما حرم علی النار

ہمارا مختصر خیال: اس حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ذکر کردہ واقعہ یوم الخمیس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے حسب ذیل وجوہ کی بنا پر

(الف) واقعہ یوم الخمیس میں حضور اکرم روحی فداہ کا خطاب صحابہ کرام کی ایک جماعت سے ہے اور اس واقعہ میں صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کو خطاب ہے، (ب) یوم الخمیس کے قصہ میں صحابہ کرام کا تنازع مذکور ہے اس واقعہ میں اس کا ذکر نہیں، (ج) اس واقعہ میں صحابہ کو تین باتوں کی وصیت ہے، ان میں صرف دو باتیں ذکر کی گئی ہیں۔ اس واقعہ میں ان باتوں میں سے ایک بھی مذکور نہیں بلکہ بالکل دوسری باتوں کی وصیت ہے، (د) وہ واقعہ وفات سے چند روز پیشتر یوم پنجشنبہ کا ہے اور مذکورہ بالا حدیث میں جو واقعہ ہے وہ عین وصال کے وقت کا ہے چنانچہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف

لہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتاباً لا تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین کتابہ۔ البخاری ج ۱ ص ۲۲ (باب کتابۃ العلم) ایضاً ۲/۸۴۶ (باب قول المریض قوموا عنی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرماتے ہیں: "فخشيت ان يسبقني ...... وقال كذلك حتى قامت نفسه" جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ شاید یہ باتیں بھولنے کی وجہ سے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم وہ چیز کہ جس کو لکھانا چاہتے تھے
تصحیح متن: اس حدیث کی متن غور طلب ہے چنانچہ عبارت "الی ان حفظ من رسول اللہ صحیفۃ
وکان رأسہ بین ذراعہ وعضدی" میں شاید ناسخین نے تغلیط کردی ہے، اصل عبارت اس
طرح ہوگی "الی ان حفظہ وکان رأسہ بین ذراعہ وعضدی" یا مثل الاصل میں لفظ "صحیفہ
کا مطلب" کی تفسیر ہوگی" اسی طرح لفظ "ذراعی" ذراعہ کے عوض دوسرا نسخہ ہوگا، لیکن ناسخ
نے دونوں نسخوں کو عبارت کا جزو سمجھ کر خلط کردیا اور اس طرح اصل عبارت مسخ ہوگئی، تصحیح میں
مسند امام احمد کے ان لفظوں سے بھی مدد ملتی ہے: "فخشيت ان تفوتني نفسه، قال قلت انی
احفظ واعی قال اوصی بالصلاۃ"

امر ارشادی: فرمان نبوی "ائتونی بکتاب" کا مطلب صرف یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا تو اپنے
خلفاء کی تصریح یا دین کے ضروری احکام لکھانا چاہتے تھے بہرحال یہ امر ارشادی تھا حکم نہ تھا اس
لئے کہ اگر امر وجوبی تھا تو معاذ اللہ حضرت عمرؓ سے خلاف امر نبوی کرنے کی توقع کیسے ہو سکتی ہے یعنی
کے منع کرنے پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں سکوت فرماتے علاوہ بریں یہ کہ اس واقعہ کے بعد
چند دنوں تک آپ بقید حیات رہے پس اگر کسی مصلحت کی بناء پر لکھنا ضروری ہوتا تو آپ ضرور
ضرور لکھا دیتے کیونکہ ان ضروری ہدایات کی تحریر تفصیل سے پہلے آپ کی وفات کیونکر متصور ہو سکتی
ہے جن کے بغیر دین کا نظام ناتمام و ناکمل نہ ہونے پاتا کیا آپ پر نبوت ختم نہیں ہوئی، لہذا ظاہر ہے کہ کچھ
کتابت ہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مصلحت نظر آئی یا آپ کو خود ہی معلوم ہوا کہ لکھنا
ضروری نہیں، چنانچہ آپ کے قول "یأبی اللہ والمومنون الا ابابکر" سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے
رہے احکام تو ان کے لئے استنباط و اجتہاد کا دروازہ شارع علیہ السلام نے کھلا رکھا ہی ہے۔
بعضوں کا خیال ہے کہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
خلافت کا تحریری حکم نامہ چھوڑ جانا چاہتے تھے لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خوف کہ

© rasailojaraid.com

اور ضعف مرض کے باعث صرف استخلاف فی الصلوٰۃ پر اکتفا فرمایا کیونکہ یہی امامت کبریٰ کی روح اور اصلی جوہر ہے۔

حضرت اسود قرظی کا بیان ہے کہ اہل تشیع نے بہتیری احادیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ شریف کے وصی الرسول ہونے کی گھڑلی تھیں لیکن خود صحابہ کرامؓ اور ان کے بعد تابعین نے ان کی تردید کی چنانچہ ایک دفعہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مجلس میں یہ ذکر آیا تو آپ فرمائیں:

متی اوصیٰ الیہ وقد کنت مسندتہ الی صدری فدعا بالطستؐ فلقد انخنث فی حجری فما شعرت انہ قد مات فمتی اوصیٰ الیہ"

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کب ان کے متعلق وصیت فرمائی؟ حالانکہ میں اپنے سینہ سے آپ کو لگائے تھی کہ آپ نے طشت طلب کیا اسی اثنا میں جسد مبارک میری گود میں آ رہا اور میں یہ نہ سمجھی کہ آپ جان بحق ہو چکے پھر کب آپ نے ان کو وصی بنایا۔"

خود حضرت علی نے اپنے وصی ہونے کا دعویٰ نہ تو زمانۂ خلافت سے پہلے اور نہ خلافت ہی کے زمانہ میں کیا، اسی طرح سقیفہ بنی ساعدہ میں جبکہ صحابہ کرام کا اہم اجتماع ہوا تھا تو اس وقت بھی کسی صحابی نے حضرت علی کے وصی ہونے کا ذکر نہ کیا،

ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے بہ سند قوی حضرت ابن عباس سے ارقم بن شرحبیل کی یہ روایت نقل کی ہے۔

مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یوص

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور آپ نے وصیت نہ کی

حضرت عمرؓ کی روایت "الوفاۃ النبویہ" میں ہے کہ:

۱؎ کذا مسلم وفی مسند البزار (شاملہ)، ۲؎ بخاری (کتاب الوصایا)، ۱/۳۸۲ مجتبائی، ۳؎ طشت طلب کرنے کی حکایت ترمذی کی اس روایت سے واضح ہو جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: فدعا بالطست لیبول فیہ فلقد انخنث فمات صلی اللہ علیہ وسلم (شمائل باب ما جاء فی وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص۲۸، مجتبائی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ ولم یستخلف۔" "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور آپ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہ کیا۔"

بطریق اسود بن قیس عن عمرو بن ابی سفیان عن علی امام احمد اور بیہقی نے "الدلائل" میں تخریج کی ہے کہ حضرت علی جنگ جمل میں نمودار ہوئے تو آپ نے فرمایا:

"یا ایھا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یعھد الینا فی ھذہ الامارۃ شیئا۔" "اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس "امارت" کے بارے میں کسی قسم کا عہد نہیں لیا۔"

وصیت لغیر الخلافۃ خلافت کے ماسوا دیگر امور کی وصیت روایات و سنن میں ثابت ہے، ان وصایا میں سے بعض کا ذکر کر دینا مناسب ہوگا۔

امام احمد، شادین المصری (فی الزہد) ابن سعد (طبقات) اور ابن خزیمہ نے انفاق الذہبیۃ کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے۔ اس حدیث کے بعض طرق کے الفاظ یہ ہیں

"ابعثی بھا الی علی بن ابی طالب لیتصدق بھا" "اس کو علی بن ابی طالب کے پاس بھیج دو کہ وہ تصدق کر دیں"

وصیت کی ایک اور روایت مندرجہ ذیل ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین باتوں کی وصیت فرمائی (۱) داریین، رہاویین، اشعریین میں سے ہر ایک کو ...... سو وسق خیبر کے دیئے جائیں (۲) جزیرۃ العرب میں دو دین باقی نہ رکھے جائیں" (۳) اسامہ اپنی مہم پر بھیجے جائیں"

مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم نے تین باتوں کی وصیت کی ایک یہ کہ وفود کو اسی طرح جوائز دیئے جائیں جس طرح میں دیتا تھا۔

ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور نے کتاب اللہ کی

© rasailojaraid.com

وصیت فرمائی، حضرت انسؓ فرماتے ہیں:-

"وفات کے وقت آنحضرت صلعم کی عام وصیت نماز اور "ملک یمین" کی تھی، حضرت سلمیٰؓ کا بیان ہے: کہ حضور اکرم نے اس حال میں کہ زبان مبارک سے کوئی کلمہ مشکل سے نکل پاتا تھا، مجھے نماز اور "ملک یمین" کی وصیت فرمائی (اسی روایت کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ) الفاظ سینۂ اقدس میں گھومتے تھے لیکن زبان مبارک ان کو ادا نہ کر پاتی تھی"

مذکورۂ بالا حدیث پر حضرت علیؓ کی وہ روایت شاہد ہے جس کی تخریج ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے، امام احمد و امام بخاری سے اس کتاب میں حضرت علیؓ کی روایت بطریق نعیم بن یزید بیان کی ہے، نعیم کی روایت میں "زکوٰۃ" کا لفظ زاید ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ نے مرض الموت میں فتنوں سے ڈرایا، اور لزوم جماعت وطاعت کی تاکید فرمائی، علاء بن عبدالرحمٰن مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات صلعم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھو، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں حضور اکرم سے یہ درخواست کی کہ وصیت فرمائیں، تو حضور نے فرمایا: اوصیکم بالسابقین الاولین من المہاجرین وابنائہم بعدہم

"میں تم لوگوں کو مہاجرین سابقین اولین اور ان کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے

اذا انا مت فاغسلونی بسبع قرب من بئر غرس وکان یقبلہ وکان یشرب منہا۔

"میں جب مرجاؤں بئر غرس کے سات مشک پانی سے مجھ کو غسل دو، یہ کنواں قبا میں تھا اس کا پانی پیا جاتا تھا۔"

مسند بزار اور مستدرک حاکم میں آنحضرتؐ کی یہ وصیت بہ سند ضعیف منقول ہے کہ آپ کے جنازہ کی نماز بغیر امام کے" ادا کی جائے (فتح کتاب المغازی) جلد ۸ صفحہ ۱۰۸ سے یہ بھی ہے کہ:

لہ عن طلحہ بن مصرف قال قلت لابن ابی اوفی، اوصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال لا، قلت وکیف کتبت الوصیۃ وکیف امر الناس قال اوصی بکتاب اللہ، ھذا حدیث صحیح حسن، ترمذی باب ماجاء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یوص، ۲/۳۲ مجتبائی)

لہ ۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"لا تتخذوا قبری وثناً" "میری قبر کو بت کی طرح پوجنا شروع نہ کردو"

روایتوں میں آتا ہے کہ (وفات کے وقت) آپ نے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ الآیہ تلاوت کی، امام احمد کی تخریج میں مع الرفیق الاعلیٰ مع الذین انعم اللّٰہ علیہم الآیہ ہے ایک روایت میں اس طرح ہے:

اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ — "اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، اور رفیق اعلیٰ سے مجھے ملا"

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات "جلال ربی الرفیع" تھے

دفع تعارض | صحیح بخاری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ روایت ہے

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر اچھی طرح مسواک کرتے کبھی نہیں دیکھی تھی آپ نے فارغ ہوتے ہی ہاتھ یا انگشت مبارک اوپر اٹھا کر فرمایا "فی الرفیق الاعلیٰ" پھر قضا کر گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ جس وقت آپ کا وصال ہوا، سر اقدس میرے "حاقنہ" اور "ذاقنہ" کے درمیان تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضؓ کے مذکورۂ بالا بیان کو حاکم اور ابن سعد کی تخریج (کردہ) حدیث کہ آنحضرت سیدنا علی بن ابی طالب کی گود میں واصل بحق ہوئے، سے تعارض ہے لیکن اس حدیث کے تمام طرق میں شیعی راوی موجود ہے لہذا یہ حدیث قابل التفات نہیں ہے، حافظ عینی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صحیح ماننے پر بھی تعارض ختم نہیں ہو سکتا ہے، اس خیال کی بنا پر کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اخیر لمحہ تک آنحضرت کے پاس رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر اقدس کو اپنے سینہ سے لگا لیا تھا۔

ابن سعد نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے تخریج کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں کعب الاحبار نے یہ پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات کیا تھے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ علی سے پوچھو کعب نے حضرت علی سے دریافت کیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو آپ نے فرمایا:

اسندتہ الی صدری فوضع	میں نے آنحضرت کو سہارا دیا اپنے سینہ سے
رأسہ علی منکبی فقال الصلاۃ	تو آپ نے اپنا سر میرے مونڈھے پر رکھا پھر
الصلاۃ۔	فرمایا نماز، نماز"

امید کہ اقتباسات باوجو اصل کتاب کے مختلف مباحث کے ترجمہ یا خلاصہ کی صورت میں پیش کیے گئے، شرح کے قیمتی مضامین اور شارح کی علمی و فنی تحقیقات اور ذہنی رجحانات کا ایک اجمالی نقشہ پیش کر دینے کے لئے کافی ہوں گے والحفنة تدل علی البیدر الکبیر۔

تفسیر مظہری

تمام عربی مدرسوں، کتب خانوں اور عربی جاننے والے اصحاب کے لئے بیمثل تحفہ

ارباب علم کو معلوم ہے کہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی یہ عظیم المرتبہ تفسیر مختلف خصوصیتوں کے اعتبار سے اپنی نظیر نہیں رکھتی لیکن اب تک اس کی حیثیت ایک گوہر نایاب کی تھی اور ملک میں اس کا ایک قلمی نسخہ بھی دستیاب ہونا دشوار تھا۔

الحمد للہ کہ۔ سالہا سال کی عرق ریز کوششوں کے بعد ہم آج اس قابل ہیں کہ اس عظیم الشان تفسیر کے شائع ہو جانے کا اعلان کر سکیں اب تک اس کی حسب ذیل جلدیں طبع ہو چکی ہیں جو کاغذ و دیگر سامان طباعت و کتابت کی گرانی کی وجہ سے بہت محدود مقدار میں چھپی ہیں۔

ہدیہ غیر مجلد جلد اول تقطیع ۲۲×۲۹ سات روپے، جلد ثانی سات روپے، جلد خامس سات روپے، جلد ششم آٹھ روپے، جلد ثالث و رابع زیر کتابت ہیں۔

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ادبیات

نغمۂ فطرت

(جناب الم مظفرنگری)

میں حسنِ ازل کا جلوہ ہوں ہر جلوے میں پوشیدہ ہوں
بیدار شبابِ گل میں بھی اور تاروں میں خوابیدہ ہوں

میں بن کے ہنسی آجاتی ہوں پھولوں کے لبوں پر وقتِ سحر
اک جوشِ تکلم ہوتی ہوں خاموش فضاؤں کے اندر

کلیوں کی صبوحی میں رکھتی ہوں بادۂ رنگیں پوشیدہ
پھولوں کی رگوں میں دوڑاتی ہوں برقِ جمالِ نادیدہ

رقصاں ہوں بگولے جنگل میں یا شمع پہ لرزاں پروانے
میرے ہی اشارے ہیں مخفی یہ دشت وچمن کے ہنگامے

طوفانِ حوادث کی موجوں میں راہ نما بن جاتی ہوں
ہر ڈوبنے والی کشتی کو ساحل کی راہ دکھاتی ہوں

میں رازِ بقائے ہستی ہوں احکامِ فنا کے دامن میں
ذرّوں سے اُگاتی ہوں لالے صحرا کو سجا کے گلشن میں

یہ پھولوں کے برگِ لرزاں کچھ ٹکڑے ہیں پیمانوں کے
کچھ آنسو شمعِ محفل کے کچھ داغ جگر پروانوں کے

© rasailojaraid.com